شجرۃ الانوار فخری

تذکرہ صوفیائے چشت کا ایک نادر خطی نسخہ

خدائے وحدہٗ لاشریک کا یہ اٹل قانون ہے کہ وہ اپنے ازلی دین کے تحفظ کی خاطر وقتاً فوقتاً علماء ملت سے ایسے صالح افراد منتخب فرماتا ہے جو اپنی روحانی اور مخفی صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد خاکی میں نئی روح پھونکتے رہتے ہیں۔ اوراق تاریخ اسلامی ان نفوس قدسی کے حالات حمیدہ سے مزین ہیں۔

اصلاح نفس انسانی کا یہ طریقہ اپنے آغاز کار میں انفرادی تھا لیکن رفتہ رفتہ اس نے اسلامی معاشرے میں ایک ادارے کی شکل اختیار کرلی اور ایک نظام زندگی میں ڈھل گیا جو خانقاہی نظام کہلاتا ہے۔ اس کی تفصیل اور ارتقا میرا موضوع نہیں۔ مختصراً یہ کہ جب اسلامی معاشرے میں اس کا فروغ ہوا تو شریعتِ اسلامی کے ساتھ ساتھ ایک معنوی طریقہ اصلاح نفس انسانی وجود میں آیا۔ جو علم طریقت کہلایا۔ اور اس کے مبلغین صوفیاء کہلائے۔ چنانچہ ان صوفیاء کا طریقہ کار جدا جدا تھا۔ اگرچہ بنیاد اور اساس سب کی ایک ہی تھی یعنی قرآن اور سنت [illegible] صوفیائے کرام کے مختلف سلاسل وجود میں آئے جن کے مختلف نام [illegible] سلسلہ چشتیہ صوفیا کا بھی ہے۔

اگرچہ طریقت کے اس سلسلہ کی داغ بیل ولایت خراسان میں ہرات کے [illegible] مقام پر پڑی۔ وہاں کچھ بزرگان دین نے روحانی اصلاح و تربیت کا ایک مرکز قائم کیا چنانچہ اس کو بہت شہرت ملی لہذا وہ نظام اصلاح اس مقام کی مناسبت سے چشتیہ سلسلہ کہلانے لگا۔ [illegible]

سلسلہ کے پہلے بزرگ خواجہ ابواسحاق شامی[۲] (۳۲۹ھ/۹۴۰ء) ہیں جو شام کے رہنے والے تھے وطن سے ہجرت کرکے بغداد آئے اور حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری (متوفی ۲۹۸ھ/۹۱۰ء) کی خدمت میں حاضر ہوئے جو اپنے زمانے کے بڑے بزرگ تھے[۳] جب ابواسحاق ان کی خانقاہ میں پہنچے تو خواجہ دینوری نے ان کا نام پوچھا جواب میں انہوں نے ابواسحاق شامی بتایا۔ خواجہ دینوری نے فرمایا

"از امروز ترا ابو اسحاق چشتی خوانند کہ خلائق چشت و دیار آن از تو ہدایت یابند۔ و ہر کہ سلسلہ ارادت تو درآید آہنا را نیز تا قیام قیامت چشتی خوانند"[۴]

اس کے بعد خواجہ ابواسحاق، خواجہ ممشاد علو دینوری کے حکم سے چشت روانہ ہو گئے اور اپنی پرخلوص جدوجہد سے طریقت کے ایک عظیم الشان سلسلہ کی بنیاد رکھی اور چشت ایک زبردست روحانی نظام کا مرکز بن کر ممتاز ہو گیا[۵]

لیکن دراصل اس سلسلہ کو پروان چڑھانے اور پھیلانے کا کام حضرت معین الدین چشتی سنجری (متوفی ۱۲۳۵ء) نے انجام دیا وہ اس سلسلے کو برصغیر پاکستان و ہند میں لے کر آئے اور اجمیر میں چشتی صوفیہ کا مرکز قائم کیا[۶] جہاں سے یہ سلسلہ برصغیر کے اطراف واکناف میں پھیل گیا اور یہاں کے مسلمانوں کی روحانی زندگی میں ایک سرچشمۂ قوت بن گیا۔

پیش نظر کتاب "شجرۃ الانوار فخری" اسی چشتی سلسلہ کے صوفیاء کرام کا تذکرہ ہے جسے رحیم بخش فخری نے ۱۲۳۲ھ میں لکھا ہے مصنف نے کتاب کے اختتام پر سال تصنیف کے سلسلے میں ایک قطعہ لکھا ہے جو درج ذیل ہے:

می نویسم این سخن ای ذولباب
یکہزار و دوصد دسی و دویم
در محرم ماہ تاریخ نہم
شجرۃ الانوار را کردم تمام[۷]

مصنف رحیم بخش حضرت مولانا محمد فخر الدین بن حضرت شیخ نظام الدین اورنگ آبادی کا

کا مرید تھا ۔ شاہ فخرالدین چشتیہ سلسلہ کے ایک بڑے بزرگ تھے وہ ۱۱۲۶ھ/ ۱۷۱۷ء میں اورنگ آباد (دکن) میں پیدا ہوئے۔۹ دینی علوم کی باقاعدہ تحصیل کے بعد علم طریقت اپنے والد بزرگوار شیخ نظام الدین سے حاصل کیا جو بڑے صاحب باطن بزرگ تھے اور حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی ، (۱۱۴۲ھ/) کے مرید تھے ۔ ۱۱۶۵ھ میں دہلی میں سکونت حاصل کرلی۔۹ ان کے دم سے دہلی میں سیاسی افراتفری اور معاشرتی ادبار کے زمانہ میں رشد و ہدایت کا بازار گرم ہوا ۔

"مناقب فخریہ" کا مصنف رقم طراز ہے :

"سینہ ہائی کنوز حقائق و دلہای معادن معارف گشت خفتگان بیدار دلی ہوشان ہوشیار گشتند و بی خبران با خبر و بی اثران با اثر گردیدند، دل مردگان زندہ دلِ زندگان بسمل شدند، بازار عشق و محبت الٰہی گرم شد و دریائی شوق و ذوق موجہائی زد"۔۱۰

حضرت شاہ فخرالدینؒ نے ۲۷ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ کو ۷۳ سال کی عمر میں وفات پائی ۔۱۱ یہ تذکرہ اپنے موضوع کے اعتبار سے پہلا تذکرہ نہیں اس موضوع اور اردو میں بھی تذکرے لکھے گئے ہیں جن میں اہم تذکرے حسب ذیل ہیں : ۔

۱. سیرالاولیا : از میر خورد (آٹھویں صدی ہجری / چودھویں صدی عیسوی کی تصنیف ہے)۔
۲. سیرالعارفین : از درویش جمالی
۳. فتوح السلاطین : از عصامی
۴. اخبارالاخیار : از عبدالحق محدث دہلوی
۵. سفینۃ الاولیاء : از داراشکوہ
۶. گلزار ابرار : از غوثی
۷. خیرالمجالس : ملفوظات حضرت نصیرالدین چراغ دہلوی
۸. احسن الاقوال : ملفوظات شیخ برہان الدین غریب : از خواجہ عماد بن عماد کاشانی
۹. لطائف اشرفی : از نظام الدین سفی
۱۰. جواہر فریدی : از علی اصغر چشتی

۱۱۔ مرأۃ الاسرار : از عبدالرحمٰن

۱۲۔ میرالاقطاب : از اللہ دیا

۱۳۔ معارج الولایت : از غلام معین الدین

۱۴۔ رسالہ حال خانوادہ چشت از تاج الدین روح اللہ

۱۵۔ رسالہ احوال پیران چشت : از بہا الملقب براجا

۱۶۔ مطلوب الطالبین : از محمد بلاق

۱۷۔ انوار العارفین : از محمد حسین

نسخہ زیر بحث

تقطیع : ۱۰ × ۶.۴ سطور : ۱۳

اوراق : ۴۴۶ خط : جلی نستعلیق

سن کتابت : اوائل ماہ جمادی الاول ۲۳ سال جلوس، محمد اکبر شاہ ثانی یعنی ۱۲۴۴ھ/۱۸۲۸ء

کاتب : مرزا بیدار بخت ابن شاہ عالم بادشاہ

کتاب کے مندرجات

یہ تذکرہ مصنف نے معتبر کتابوں کے حوالے سے مدوّن کیا ہے اور ہر بزرگ کی تاریخ وفات بھی لکھ دی ہے۔ اپنی کتاب کو ۳۲ تجلیات پر منقسم کیا ہے جو حسب ذیل ہیں :

۱۔ تجلی اول : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و واقعات کا بیان ہے۔ اس میں مختلف فصول ہیں

۲۔ تجلی دوم : حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مجمل بیان ہے۔ ان کا ذکر امام اول کی حیثیت سے کیا ہے کیونکہ وہ جمیع سلاسل صوفیہ کے مرجع تھے

اسی تجلی میں چہاردہ معصومین کا بیان ہے۔ اسی میں حضرت امام حسین الشہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی تفصیلی بیان ہے۔ اس کے بعد ذکر حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔

۳۔ تجلی سوم : مجمل احوال حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۔ تجلی چہارم : مجمل احوال حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؓ

۵۔ تجلی پنجم : مجمل احوال حضرت خواجہ ابی فضیل بن عیاضؓ

۶ تجلی ششم : مجمل احوال حضرت سلطان بن ابراہیم ادھم

۷ تجلی ہفتم : مجمل احوال حضرت سدید الدین بن حذیفۃ المرعشیؒ

۸ تجلی ہشتم : مجمل احوال حضرت خواجہ امین ابی ہبیرۃ البصری

۹ تجلی نہم : مجمل احوال حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری

۱۰ تجلی دہم : مجمل احوال حضرت خواجہ ابو اسحاق چشتی

۱۱ تجلی یازدہم : مجمل احوال حضرت خواجہ ابو احمد چشتی ابن فرسافہ

۱۲ تجلی دوازدہم : مجمل احوال حضرت خواجہ ابو محمد ابن ابی احمد چشتی

۱۳ تجلی سیزدہم : مجمل احوال حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی

۱۴ تجلی چہاردہم : مجمل احوال حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی

۱۵ تجلی پانزدہم : مجمل احوال حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی

۱۶ تجلی شانزدہم : مجمل احوال حضرت عثمان ہارونیؓ

۱۷ تجلی ہفت دہم : مجمل احوال حضرت خواجہ معین الدین چشتی

۱۸ تجلی ہشت دہم : حضرت قطب الدین بختیار اوشی کاکی

۱۹ تجلی نوزدہم : حضرت فرید الدین شکر گنج

۲۰ تجلی بستم : حضرت نظام الدین سلطان المشائخ

۲۱ تجلی بست یکم : حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی

۲۲ تجلی بست دوم : خواجہ کمال الدین المعروف بہ علامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۳ تجلی بست وسوم : شیخ سراج الحق والدین

۲۴ تجلی بست وچہارم : خواجہ علم الحق والدین

۲۵ تجلی بست وپنجم : شیخ محمود عرف شیخ راجن

۲۶ تجلی بیست وششم : شیخ جمال الحق والدین

۲۷ تجلی بیست وہفتم : شیخ المشائخ شیخ حسن محمد

۲۸ تجلی بیست وہشتم : شیخ المشائخ مظہر الصمد شیخ مدد

۲۹ تجلی بیست ونہم : شیخ یحیٰی المدنی

۳۰ تجلی سی ام : کلیم اللہ جہاں آبادی

۳۱ تجلی سی ویکم : شیخ نظام الدین اورنگ آبادی

۳۲ تجلی سی ودوم : مولانا محمد فخر الدین

مصنف یہ تذکرہ اپنے پیر و مرشد کے حالات پر ختم کر دیتا ہے۔ آخر میں چشتیہ فخریہ کا شجرہ بھی بیان کرتا ہے۔

نسخہ زیر بحث کی خصوصیات

یہ نسخہ اپنی خصوصیات کے لحاظ سے نادر الوجود ہے اس کتاب کا دوسرا صرف ایک ہی معلوم نسخہ ہے جو پروفیسر خلیق احمد نظامی کی ذاتی ملکیت ہے اور جس سے موصوف نے اپنی کتاب، "تاریخ مشائخ چشت" میں استفادہ کیا ہے۔ خلیق احمد نظامی کا نسخہ ۱۲۸۰ھ کا مکتوبہ ہے، لیکن نسخہ زیر بحث مصنف کی زندگی میں مصنف کے نسخہ سے نقل کیا گیا ہے۔ کاتب نے جو مغل شہزادہ ہے۔ ترقیمہ پر جو عبارت لکھی ہے وہ اس خیال کا واضح ثبوت ہے۔ کاتب مرزا مراد بخت لکھتا ہے۔

"بندہ باسم مرزا مراد بخت ابن شاہ عالم بادشاہ از نزد میاں رحیم بخش معرفت مرزا جمشید بخت طلبیدہ بخط ناقص خود نقل نمودہ بوقت یکہ پاس روز باقی ماندہ روز دوشنبہ تاریخ اول ماہ جمادی اول سنہ بیست وسیوم محمد اکبر شاہ بادشاہ باہتمام رسانید۔ اگر ہوئی وخطائی شدہ باشد اصلاح دہند ہرکہ خوانند دعا طمع دارم۔ زانکہ من بندہ گنہ گارم"

کاتب مرزا بیدار بخت مغل بادشاہ شاہ عالم ثانی (۱۱۷۳ھ - ۱۲۲۱ھ / ۱۷۵۹ء - ۱۸۰۶ء) کا بیٹا تھا اس نے اس نسخہ کی کتابت اکبر شاہ ثانی (۱۸۰۶ء - ۱۸۳۷ء) کے تیسویں سال جلوس میں کی یعنی ۱۲۴۴ھ ۱۸۲۹ء میں۔ اس نے مصنف کا خود نوشت نسخہ مرزا جمشید بخت (شہزادہ) کے ذریعہ خود مصنف سے منگوا کر نقل کیا ہے۔ گویا مصنف اس وقت بقید حیات تھا۔ لہذا یہ نسخہ صحت متن کے لحاظ سے بہت مستند اور معتبر ہے۔ اس سے قدیم دوسرا نسخہ معلوم نہیں۔

پروفیسر خلیق احمد نظامی کے نسخہ اور نسخہ زیر بحث کے متون میں بھی اختلاف نظر آتا ہے۔ تجلی دہم میں حضرت خواجہ ابو الحق کے احوال کے بیان کے سلسلے میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابو الحق شامی بغداد میں حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری کی خانقاہ میں پہنچے تو حضرت خواجہ دینوری نے ان کا نام دریافت کیا جواب میں ابو الحق نے اپنا نام بتایا خواجہ دینوری نے فرمایا:

"از امروز باید کہ ترا ابو الحق چشتی گویند چرا کہ خاص و عام چشت از تو ہدایت یافتہ داخل طریقۂ ما شوند و داخلانِ این طریقۂ تو روز قیامت چشتی نامیدہ شوند"[۱۳]

اسی مقام پر خلیق احمد نظامی کے نسخہ کی عبارت حسب ذیل ہے:-

"از امروز ترا ابو الحق چشتی خوانند کہ خلائق چشت و دیار آن از تو ہدایت یابند۔ وہر کہ سلسلۂ ارادتِ تو در آید آنہا را نیز تا قیام قیامت چشتی خوانند"[۱۴]

اگر دونوں متوں کا جائزہ لیا جائے تو صحت کے لحاظ سے نسخۂ زیر بحث کے الفاظ زیادہ مناسب ہیں۔

ظاہر ہے یہ تو ایک مثال ہے جو اس وجہ سے پیش کی جا سکی ہے کہ خلیق نظامی صاحب نے اپنی کتاب "تاریخ مشائخ چشت" میں اس کا اقتباس پیش کیا ہے۔ نظامی صاحب کا نسخہ میری دسترس میں نہیں کہ مزید موازنہ کر سکوں، یقیناً متن میں اختلاف ہوگا۔ خلیق نظامی صاحب کا نسخہ ۱۲۸۱ھ کا مکتوبہ ہے جبکہ نسخہ زیر بحث مصنف کے خود نوشت نسخے سے ۱۲۴۴ھ میں نقل کیا گیا ہے یقیناً اس سے زیادہ معتبر کوئی نسخہ نہیں ہو سکتا۔

نسخہ زیر بحث قومی عجائب خانہ کراچی کی ملکیت ہے۔ اور وہاں شعبہ مخطوطات میں محفوظ ہے اس کا نمبر داخلہ N.M.1969.285 ہے۔

حواشی

۱ اردو دائرۃ المعارف اسلامیہ، جلد ۷، طبع اول، لاہور، ۱۹۷۱ء ص ۶۴۷

۲ تاریخ مشائخ چشت، خلیق احمد نظامی کراچی ۱۹۷۵ء، ص ۱۳۶

۳ 〃 〃 〃 ص ۱۳۶

۴ 〃 〃 〃 ص ۱۳۷

۵ 〃 〃 〃 ص ۱۳۸

۶ 〃 〃 〃 ص ۱۳۱

۷ خطی نسخہ، شجرۃ الانوار، موزہ ملی پاکستان، کراچی، ص ۸۹۷

۸ تاریخ مشائخ چشت، خلیق احمد نظامی کراچی، ۱۹۷۵ء ص ۴۶۲

۹ 〃 〃 〃 〃 ص ۴۶۹

۱۰ 〃 〃 〃 〃 ص ۴۷۴

۱۱ شجرۃ الانوار فخری، خطی نسخہ، موزۂ ملی پاکستان، کراچی، ص ۸۹۳

۱۲ دہی نزد دمشق (دمشق کے نزدیک ایک قصبہ)

۱۳ شجرۃ الانوار، فخری، خطی نسخہ، موزۂ ملی پاکستان، کراچی ص ۲۷۹

۱۴ تاریخ مشائخ چشت، خلیق احمد نظامی، کراچی، ۱۹۷۵ء ص ۱۳۷

بقیہ: صفحہ ۲۲ سے آگے

اے سالک راہ حق و جوانمردی، جو کوئی اپنے آپ کو ان اخلاق و خصائل سے مزین کرے، وہ درخت امن سے بے شک انشاء اللہ گل شادمانی چنے گا۔

حواشی

۱ قرآن مجید، آیت ۴۱، سورۃ ۱۴ ۲ روزبہان نامہ، مرتبہ، محمد تقی دانش پژوہ، سلسلہ انتشارات ملی تہران، ج ۱ ص ۱۶۔ ۳ قرآن مجید ۱۳ : ۱۸ ۴ ایضاً ۲۳ : ۲۳ ۔ ایضاً ۹۵ : ۱ : ۱۸ ۵ ایضاً ۶۰۔ ۳۹۱، ۶ ایضاً ۴ : ۶۸ ۷ ایضاً ۲۲ : ۲۱ ۔ ۸ ایضاً ۳۰،۱۷۳ ۔